اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

جلد ۷ — نمبر ۱۹

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

مصباح

یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء — چندہ سالانہ دو ۲ روپیہ — ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

دل پسند مشغلے نمبر ۶	۳/۵	(عبد الرحیم شبلی)
تمدن اسلام کی فوقیت	۶/۸	مرسلہ لجنہ اماء اللہ قادیان
اخلاق فاضلہ	۹/۱۲	محترمہ قانتہ بیگم صاحبہ
قبولیت دعا کے لوازمات	۱۲/۱۵	جناب رشید احمد صاحب ارشد بھاؤ نگر
حضرت امام بخاری رح	۱۵/۱۶	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ننکانہ صاحب
شذرات	۱۷/۱۹	

Digitized by Khilafat Library

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا

۲۲ر اکتوبر یوم التبلیغ ؟

مصباح کا خاص نمبر شائع ہوگا

Digitized by Khilafat Library

پچھلے یوم التبلیغ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو ہدایت فرمائی تھی اس کا مفاد یہ تھا کہ یہ دن مناظرات و مباحثات کے لئے نہیں۔ بلکہ نرمی سے محبت سے حقیقی اسلام سلسلہ احمدیہ کیطرف اپنے بھائیوں اور بہنوں کو متوجہ کیا جائے۔ اور اسکے لئے سب سے بہتر طریق یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے وہ نشانات پیش کئے جائیں۔ جو اسکے برگزیدہ ماموروں کی معرفت ظاہر ہوئے یہی نشانات ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے اور انہی سے ماموریت کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اور انہی سے حشر و نشر پر حقیقی ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اور انہی نشانات سے عرفان الٰہی ملتا ہے اور انہی کے ذریعے مختلف مذاہب میں سے سچے مذہب اور پھر کسی مذہب کے مختلف فرقوں میں سے ناجی فرقے کا پتا ملسکتا ہے۔ کیونکہ یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ علم الغیب خدا کی ذات کے سوا اور کسی کو نہیں۔ اور یہ اظہار علی الغیب خدا اپنے مرسلوں کے سوا کسی پر نہیں کیا کرتا۔ پس جس پر کثرت سے غیب ظاہر ہوگا۔ وہی زندہ خدا کا زندہ نبی اور زندگی بخش تعلیم کا لانیوالا اور سچی شریعت کو پھیلانیوالا۔ نجات دنیوی و اخروی کا رستہ بتانیوالا ہے۔ اسی کو اپنا ہادی و رہنما تسلیم کرنا چاہیئے۔ پس انشاءاللہ ۱۵ر اکتوبر کا مصباح ان نشانات و کرامات پر مشتمل ہوگا۔ جو حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ظاہر ہوئیں۔

یہ مصباح کثرت سے تقسیم ہونا چاہیئے۔ جسقدر پرچے آپ کو مطلوب ہوں ۸ر اکتوبر تک مجھے اطلاع دیدیں۔ تاکہ مانگ کے مطابق اخبار چھپوایا جاسکے۔

قیمت کے لئے دیکھو آخری صفحہ۔

مینیجر اخبار مصباح۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء

دل پسند مشغلے

نمبر ۶

Digitized by Khilafat Library

مضمون نگاری

تخیل کو بڑھانے کا دوسرا طریق یہ ہے کہ قدرت کا مطالعہ بغور کیا جائے۔ اور مشاہدات کو دماغ کے کسی حصہ میں محفوظ کر لیا جائے۔ ان کو بعد میں اپنے مضامین کے اندر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

چاہیئے کہ اگر کوئی واقعہ یا حادثہ نظر کے سامنے آئے تو اسکو نظر انداز نہ ہونے دیا جائے۔ بلکہ اس سے سبق و نتائج اخذ کرنیکی کوشش کی جائے۔ مثلاً اگر سانپ پر بجلی گری ہو۔ اور وہ مر گیا ہے تو اس واقعہ کو سنکر ہنس نہ چھوڑنا چاہیئے بلکہ اس پر غور کر کے یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ معلوم نہیں خدا تعالےٰ کا عذاب کس رخ یا کس طرف سے آجائے۔ اگر ہمارے لئے عذاب مقدر ہو تو خدا تعالیٰ قادر ہے وہ ہمیں کسی وقت مواخذہ کر سکتا ہے۔ وغیرہ۔

اسی طرح اگر قدرت کا کوئی نظارہ پیش نظر ہے تو اُس سے وقتی لطف حاصل کرنے کے علاوہ اسکو ذہن میں جاگزیں کر لینا چاہیئے تاکہ وہ مضمون لکھتے وقت کام آئے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے بھی پھول کی ایک مثال اپنی کتاب میں دی ہے باوجودیکہ حضرت اقدس ادھر اُدھر بہت کم دیکھا کرتے تھے لیکن جو دیکھا وہ اپنے ذہن میں محفوظ رکھا۔

ہر چیز پر غور کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اور چھوٹے سے چھوٹے موضوع پر اپنے خیالات کو منضبط کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مثلاً رات کے وقت اگر ستاروں کو دیکھا ہے تو بجائے اسکے کہ صرف دیکھ ہی چھوڑا جائے اُن کے متعلق اپنے خیالات کو جمع کرنا چاہیئے۔ سوچنا چاہیئے کہ اگر ہم "ستاروں کی روشنی" پر ایک مضمون لکھنا چاہیں تو کیا لکھیں گی؟ کچھ دن کے غور و خوض کے بعد آپ پر یہ عقدہ وا ہو جائیگا۔ اور اسقدر خیالات آپکے دماغ میں جمع ہو جائینگے کہ آپ محسوس کریں گی۔ کہ ہم اس موضوع پر بہت کچھ لکھ سکتی ہیں۔ آپ ستاروں کی طلعت اور پُر سکون روشنی کے متعلق ذکر کر سکتی ہیں کہ وہ طبیعت پر کیا اثر ڈالتی ہے پھر اس کا مہر و ماہ کی روشنی کے ساتھ موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ پانی کی لہروں میں اس کی لرزش اور تھرکنے پر ایک رنگین شاعرانہ مضمون لکھا جا سکتا ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام اُن یادداشتوں کو بروئے کار لایا جائے جو ہمارے

دماغ کے کسی پچھلے حصہ میں محفوظ ہیں۔ اور ہر چیز پر غور و فکر کی عادت ڈالی جائے۔

مضمون لکھنے سے قبل ضروری ہے۔ کہ تمام اُن مناسب و غیر مناسب باتوں کو صفحۂ قرطاس پر لکھ لیا جائے۔ جو اس وقت ذہن میں مستحضر ہو سکیں۔ پھر بعد میں اُن کو کاٹ چھانٹ کر مضمون کا ایک مجمل ڈھانچہ تیار کیا جا سکتا ہے۔ جس پر ساری عمارت کی بنیاد ہو گی۔

Digitized by Khilafat Library

یہ اسلئے تاکہ خیالات منطقیانہ رنگ میں ڈوبے ہوئے ہوں۔ اور وہ کسی غور و فکر سے تہی دماغ کا پَرتو نہ ہوں۔ یہ صرف مشق کے لئے ہے ورنہ بعد میں اسقدر قابلیت پیدا ہو جاتی ہے کہ بغیر ڈھانچہ تیار کئے کے انسان بے تکان لکھتا چلا جاتا ہے۔ صرف دماغ میں ہی خاکہ تیار کرنا کافی ہوتا ہے۔

فرض کیجئے آپ کو کہا گیا ہے کہ ریلوے کے نفع و نقصان پر ایک مضمون لکھو۔ بجائے اسکے کہ شروع کر دیا جائے "پہلے بیلوں والی گاڑی استعمال ہوتی تھی۔ جس سے سفر جلدی نہیں ہوتا تھا۔ پھر ڈاکو لوٹ لیتے تھے۔ اور اب مہینوں کا سفر ہفتوں میں اور ہفتوں کا دنوں میں اور دنوں کا گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا منٹوں میں طے ہو جاتا ہے ----" اور اسی کو بار بار دہرا کر مضمون ختم کر دیا جائے۔ اس پر خوب غور و خوض کرنا چاہیئے۔ اور مثلاً اس طرح خیالات کا ڈھانچہ تیار کر لینا چاہیئے:۔

ریلوں کے فائدے

(۱) سیاسی۔ (۲) معاشرتی۔

(۳) اقتصادی۔ (۴) مذہبی۔

سیاسی یہ کہ پہلے ہندوستان مختلف حصوں میں تقسیم تھا۔ اب اتحاد اور یگانگت پیدا ہو گئی ہے۔ اگر کسی حصہ میں بغاوت ہو جائے تو سرکوبی کے لئے فوراً فوجیں بھیجی جا سکتی ہیں۔ **معاشرتی** یہ کہ مجلسی تعصب دُور ہوتا جا رہا ہے۔ **اقتصادی** یہ کہ غلہ کی درآمد و برآمد آسان ہو گئی ہے۔ اور اس وجہ سے قحط سالی کا دفعیہ ہو گیا ہے۔ **مذہبی** یہ کہ حج اور یاترا وغیرہ میں آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ لوگوں کو تبادلہ خیالات کا موقع میسر آ گیا ہے۔ اسلئے وہ پُرانے تعصبات جو جہلا کی گھٹی میں پڑے ہوئے تھے ناپید ہو رہے ہیں۔

اب اگر ان خیالات کو پھیلایا جائے۔ تو ایک **منظم آ** یعنے بسیط مضمون تیار ہو سکتا ہے۔

اسی طرح نقصانوں کے لئے بجائے اسکے کہ یہ لکھا جائے کہ "کبھی کبھی ٹکریں ہو جاتی ہیں۔ جس سے جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔" اگر ذیل کے خیالات پر بحث کی جائے۔ تو ذہانت طبع اور فہم و فراست کی وسعت کا ثبوت ملیگا:۔

(۱) ریلوے سے سیلاب بڑھ گئے ہیں بنگال کی مثال

(۲) روپیہ کے لالچ میں کسان اپنی ساری پیداوار بیچ دیتے ہیں جس سے ان کا معیارِ زندگی کم ہو گیا ہے۔ اور یہ بات قومی مفاد کے منافی ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ پہلا اندازِ تحریر کتنا بھونڈا اور

سطحی ہے۔ لیکن موخر الذکر کسقدر وسعتِ خیال اور کتنے تبحّرِ علمی پر دلالت کر رہا ہے۔

پس مضمون نویسی کے لئے ضروری ہے کہ اجتماعِ خیالات کی زیادہ سے زیادہ مشق کی جائے اور چھوٹے سے چھوٹے واقعہ کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ بلکہ اُس سے کوئی نہ کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس سے تخیل بڑھے گا اور یہ چیز مضمون نویسی کے لئے اشد ضروری ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ خواتین آجکل ذکری مضامین لکھ رہی ہیں۔ جن میں تعمق اور امعان نام کو نہیں ہوتا۔ کہیں سے کسی کی دی ہوئی دلائل کی نقل کی اور ان کو بعینہٖ مضمون کی صورت میں جمع کر دیا۔ بیشک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نور کا ایک سرچشمہ ہیں جہاں سے ہم فیض حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اگر حضور کے بیان کردہ معارف کی روشنی میں دیگر حالات کا مشاہدہ کیا جائے تو وہ ایمان کی افزونی اور تخیل کے ازدیاد کے لئے بالفعل مفید ثابت ہوگا۔

سرقہ ایک اخلاقی جرم ہے۔ اس کو انگریزی میں کہتے ہیں:۔ Plagiarism

جس طرح شہد کی مکھی مختلف پھولوں سے رس چوس چوس کر شہد جمع کرتی ہے۔ اسی طرح یہ نقّال مختلف مصنفین کے خیالات کو چرا چرا کر ان کے نیچے اپنا نام ثبت کر لیتے ہیں۔ خیر یہ تو ایک باقاعدہ فن ہے۔ جو مہارت سے ہی آتا ہے۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتا کہ وہ لوگ جو کسی غیر شخص کی تحریر کا بعینہٖ چربہ اُتار کر اُسے اپنے نام کے ساتھ منسوب کر لیتے ہیں۔ اُن کی ضمیر یہ کیسے گوارا کر لیتی ہے۔

خواتین کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ارسطو کا قول ہے کہ "ایک جدّت آفرینی کروڑ مستعار خیالوں سے بہتر ہے"۔ اگر آپ ایک چیونٹی پر اپنے ذاتی خیالات کا اظہار کر سکتی ہیں۔ تو وہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس بات کے کہ آپ بڑے بڑے مسائل کے لئے دیگر مصنفین کی دریوزہ گری کرتی پھریں۔

خدا نے ہر ایک کو فہم و فراست بخشی ہے۔ اُسکو چاہیئے کہ وہ اُسے کام میں لائے۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہے کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اے خدا تو ہمارا علم بڑھا۔ پھر اس کے بعد کوشش بھی کرے اور اپنے خیالات کو چھوٹی سی چھوٹی بات پر جمع ہونے کیلئے مجبور کرے اس سے تخیل بڑھے گا۔ جو تمام شعبہ جات زندگی میں مفید ہوگا۔

اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق دے۔ اگر ایک بھی خاتون میرے خیالات سے مستفیض ہو سکے۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ میری محنت اکارت نہیں گئی۔

میں نے چھ مضمونوں میں چند دل پسند مشغلوں کی تشریح کر دی ہے۔ جن سے میرا مقصود یہی ہے۔ کہ خواتین فارغ نہ بیٹھیں۔ بلکہ خداداد طاقتوں کو کام میں لاتی ہوئی کچھ نہ کچھ کرتی رہیں۔

عبدالرحیم شبلی بی کام (فائنل)

Digitized by Khilafat Library

Digitized by Khilafat Library

تمدّن اسلام کی فوقیّت دیگر مذاہب پر

میں چاہتی ہوں کہ یہ بیان کروں کہ اسلام کا پیشکردہ تمدن تمام مذاہب کے بتائے ہوئے تمدنوں سے بڑھکر ہے ۔ اور میرے خیال میں تو اسلام کے پیشکردہ تمدن کا کوئی مذہب کبھی مقابلہ نہیں کرسکتا ۔

یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے بیان کروں گی یہ ایک صداقت بینہ اور حجت باہرہ ہے میرے خیال میں سب سے پہلے لفظ تمدن کی تعریف ضروری ہے ۔ کسی چیز کی پہچان کرنے کے بغیر اسکا سمجھانا یا سمجھنا مشکل ہے ۔ تمدن ایک عربی لفظ ہے ۔ جسکے لغوی معنی شہری زندگی کو اختیار کرنے کے ہیں ۔ اس تمدن کی تعریف یہ ہے ۔ کہ چند آدمی جو پہلے متفرق طور پر زندگی بسر کرتے ہوں ۔ وہ آپس میں تعاون کے ساتھ باہمی میل جول قائم کرکے ایک جگہ رہ کر کسی قانون کے ماتحت زندگی بسر کریں ۔ تمدن کے تمام شعبوں پر اسلام نے پورے طور پر روشنی ڈالی ہے ۔ مگر اسقدر قلیل وقت میں ان کا بیان ناممکنات میں سے ہے ۔ تاہم حتی الامکان میں چند شعبوں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گی ◆

اور جن شعبوں کو مینے بیان کرنا چاہا ہے ۔ ان میں بہت اختصار سے کام لیا ہے ۔ اسوقت میں اسپر اکتفا کرتی ہوں ۔ خدا ہمیں اسلامی تمدن پر عمل کرنے کی توفیق دے ۔ آخر میں میں اس خدا کا شکر ادا کرتی ہوں جسنے ہمیں ایسا عظیم الشان مذہب دیا ۔ جو ہر ایک مسئلہ کو مفصل طور پر بیان کرتا ہے ۔ اور ہر ایک مذہب سے پیش پیش ہے ◆

سب سے پہلے اسلام نے تمدن کو قائم رکھنے کیلئے نماز باجماعت کو مقرر فرمایا ۔ تاکہ ہر روز ہر محلہ کے لوگ آپسمیں ملیں اور ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہوتے رہیں ۔ اور ان میں مسجد میں آنیوالے اشخاص کی دیکھ بھال کرتے رہیں ۔ اور اُن کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور پھر نماز جمعہ کو مقرر کیا ۔ تا ایک شہر کے تمام لوگ ایکدوسرے سے واقفیت پیدا کریں ۔ اور ایک دوسرے کی ہمدردی سے مستفید ہوسکیں ۔ اور پھر صلوٰۃ العیدین مقرر کیں ۔ تاکہ ایک علاقہ کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات قائم کرکے تمدن کو بہتر صورت میں قائم کرسکیں یاد رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے انبیا چونکہ ایک ایک قوم کی طرف آتے رہے ہیں ۔ یا صرف ایک علاقہ یا ملک کیطرف اسلئے ان کے تمدنی زندگی کے اصول محدود اور مقید تھے ۔ اور آنحضرتؐ چونکہ تمام دنیا کیطرف مبعوث تھے ۔ اسلئے آپنے تمدن کی ایک ایسی عظیم الشان بنیاد ڈالی جو تمام دنیا کو ایک سلک میں منسلک کردے اور اس تمدن سے اسلام نے ایک ایسا اجتماع مقرر کیا کہ جس میں تمام اکناف عالم کے نمائندوں کا شامل ہونا ضروری اور لازمی قرار دیا ۔ تاکہ تمام بنی نوع انسان اسلام کے نہایت عمدہ پیشکردہ تمدن میں شامل ہوکر راحت

اور آرام کی زندگی بسر کریں۔ اور اس عظیم الشان اجتماع کو حج کہتے ہیں۔ جس کے معنے زیارت اور ملاقات کے ہیں جس طرح اسلام نے میری بیان کردہ تعریف کے مطابق تمدن کو ایک وسیع پیمانہ پر پیش کیا ہے۔ اور کسی مذہب کو اس طرح پیش کرنا نصیب نہیں ہوا۔

عملی طور پر بھی ہم اسلام میں ہی تمدن کو پاتے ہیں جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ غریب اور مفلس آدمی نماز میں سب سے پہلے اگر پہلی صف میں بیٹھ جائے تو کیا مجال کہ بادشاہ بھی اسکو وہاں سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھ سکے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

Digitized by Khilafat Library

کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رتبہ
اونچ اور نیچ کا سب فرق اٹھایا تو نے

ایسی مثال کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

اسی طرح میں یہ کہوں گی کہ تمدن کی مثال ایک گاڑی کی ہے جو دو پہیوں پر چلتی ہے۔ اگر اسکا ایک پہیہ بگڑ جائے تو اسکا چلنا بالکل محال ہے۔ وہ دو پہیے مرد اور عورت ہیں اسلام سے پہلے ہم کوئی مذہب ایسا نہیں پاتے جس میں عورتوں کے متعلق کوئی احکام بتائے گئے ہوں۔ بلکہ عرب میں تو اسقدر توہین ہوتی تھی۔ کہ اسکو بے روح ہستی سمجھا جاتا تھا۔ اور ان کو تعلیم دینا موجب معصیت خیال کرتے تھے۔ اور دوسرے اموال کیطرح ان کو بھی بطور ترکہ کے تقسیم کیا جاتا تھا۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے اس کی حیثیت کو قائم کیا۔ اور ان کے لئے بھی ویسے ہی حقوق اور فرائض مقرر کئے جیسے مردوں کے لئے ہیں۔ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب عورتوں کو وارث قرار نہیں دیتا۔ لیکن اسلام نے عورتوں کو بھی باقاعدہ مردوں کی طرح وارث قرار دیا۔ اسی طرح تمدن کو قائم رکھنے کا ایک بڑا ذریعہ شادیوں کا انعقاد ہے۔ اس میں بھی اسلام ہی منفرد ہے۔ اور کوئی مذہب اس کے متعلق ایسی اعلیٰ تعلیم نہیں دیتا۔ اور تمدن کا ایک بڑا جزو حکومت کے ساتھ تعلقات ہیں۔ اور خود حاکم بننے کی صورت میں رعایا کے ساتھ سلوک۔ سو اس کے متعلق بھی اسلام کے سوا کوئی مذہب ہماری رہنمائی نہیں کرتا۔ اسلام نے ہمیں یہ اصول بتایا ہے کہ جب تمہیں امیر خلیفہ یا بادشاہ مقرر کرنیکا موقعہ ملے تو ایسے شخص کو منتخب کرو۔ جو اس کام کا کامل اہل ہو۔ اگر لوگ تمہیں حاکم بنائیں تو حاکم بنکر لوگوں کے ساتھ عدل و اور انصاف کر۔ اور اگر تم محکوم ہو تو حاکم کی اطاعت کرو۔ اگر حاکم وقت تم کو تکلیف میں ڈالے اور ایسے قانون نافذ کرے کہ جن کیوجہ سے تم کو تکلیف ہے۔ تو اس حالت میں بھی بغاوت کر کے ملک کے آرام میں خلل انداز نہ ہو۔ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ تم وہاں سے چلے جاؤ۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسپر صحابہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو ان کی قوم کے متعلق خصوصاً اور عام بنی نوع انسانوں کے متعلق عموماً حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ اسلامی تمدن فقط بنی نوع انسان کی ہمدردی پر مشتمل ہیں۔ بلکہ دوسری مخلوقات کے متعلق بھی اسلام نے بے مثال تعلیم دی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جسطرح مسلمانوں پر اللہ تعالےٰ کی عبادت لازمی ہے۔ اسی طرح ان پر

اپنے والدین اور باقی رشتہ داروں یتمی اور مساکین اور مسافروں اور ہم مکتب یا ہم پیشہ اور ہر پڑوسی کے ساتھ خواہ وہ اجنبی ہو یا غیر اجنبی اور ان تمام چیزوں کے ساتھ جو تمہاری ملکیت میں ہیں حسن سلوک لازمی اور ضروری ہے اور بتلایا جو مسلمان کہلا کر ہمارے اس تمدنی قانون پر عمل پیرا نہ ہوگا وہ جہنم میں ذلیل عذاب کا مورد ہوگا۔ پھر غیر قوموں کیساتھ نیک سلوک کا حکم دیا۔ اور ان سے عہد کر لینے کی صورت میں عہد پر قائم رہنے اور ان کی مدد کرنے کے متعلق بھی نہایت اچھی تعلیم دی۔ اور اسلام نے اس بات پر بھی خاص زور دیا ہے۔ کہ غلاموں کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کرنا چاہیئے۔ اور ان کو اپنے بھائیوں کیطرح رکھنا چاہیئے اُن سے ایسے سخت اور ذلیل کام نہیں کرانا چاہیئے جنکو لوگ پسند نہ کر سکیں۔ اور اگر ان سے کوئی سخت کام لینا پڑے تو ان کے ساتھ خود بھی شامل ہو جانا چاہیئے اور جو لباس اور طعام مسلمان کھائیں۔ اسی قسم کا طعام اور لباس انہیں بھی دینا چاہیئے۔

تمدن کے متعلق جو تعلیم بھی اسلام نے پیش کی ہے۔ ان میں سے بعض تعلیموں پر دیگر مذاہب نے بھی روشنی ڈالی ہے۔ لیکن انہوں نے افراط یا تفریط سے کام لیا ہے۔ پس اسلام جس طرح اپنی تمام تعلیمات میں میانہ روی کی وجہ سے فائق ہے۔ اسی طرح اس نے تمدن کے متعلق بھی میانہ روی کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت مانع اور جامع تعلیم دی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایسا مذہب دیا ہے۔ کہ اس مذہب پر چلتے ہوئے ہمیں کبھی بھی کسی مذہب کا شرمندۂ احسان نہیں ہونا پڑتا۔ بلکہ ہم اسلام پر عمل پیرا ہو کر تمام دیگر مذاہب کے متبعین سے فوقیت لیجا سکتے ہیں*

آمنہ رشیدہ بنت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم

Digitized by Khilafat Library

دانتوں کی حفاظت کے عملی اصول

(۱) بچوں کے دانت روزانہ صبح و شام جبکہ انکا منہ دھلایا جائے۔ اچھی طرح صاف کر دیا کریں۔ اسکے بعد جب بچہ کسی قدر سیانا ہو جائے۔ تو اسکو ہدایت کریں کہ وہ خود بخود دانتوں کو صبح و شام ضرور اچھی طرح صاف کر لیا کرے*

(۲) کھانا کھانے کے بعد دانتوں کو خلال کیساتھ صاف کر کے صاف پانی سے چند ایک غرارے کر لیا کریں*

(۳) لیسدار اور دانتوں میں چپکنے والی اشیا کا بہت کم استعمال کیا کریں۔ اور ان کے استعمال کے بعد بھی دانتوں کو ضرور صاف کر لیا کریں*

(۴) دانتوں کے دھونے میں ولایتی کریموں اور ٹوتھ پاؤڈروں کا استعمال افراط سے نہ کریں۔ بلکہ اگر دانتوں میں کوئی خاص قسم کا مرض موجود نہ ہو تو انکا استعمال قطعی ترک کر دیں اسکے بجائے بادام کے چھلکے جلا کر اور باریک پیسکر انکا منجن بنا لیں اور اگر اسمیں کسی قدر کف دریا باریک پیس کر ملا لیا کریں۔ تو اور بھی بہتر ہے*

(۵) کیکر۔ پھلا۔ جال یا کنیر وغیرہ کے درخت کی مسواک باقاعدہ روزانہ صبح و شام کم از کم دس پندرہ منٹ تک کرنا دانتوں کو نہ صرف مضبوط اور چمکیلا کرتا ہے۔ بلکہ بہت سے امراض سے محفوظ رکھتا ہے*

9

اخلاق فاضلہ

مضمون شروع کرنے سے پہلے اس مجسم اخلاق فاضلہ کے حالات اس کامل ترین و مزکی انسان کے حالات زندگی میں سے چند ایک سناتی ہوں۔ جو آج سے قریباً چودہ سو سال پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ جو حضرت محمد (صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم) کے پیارے نام سے پکارے گئے۔ جو امین و صادق کے لقب سے تمام عرب میں مشہور ہوئے۔ اور نہ صرف خود امین و صادق کہلائے اور اخلاق فاضلہ کے حامل بنے۔ بلکہ جس قوم میں پیدا ہوئے۔ اسے بھی صاحب اخلاق۔ امین و صادق بنا گئے۔ یہی وہ مقصد اور کام تھا۔ یہی امر الٰہی تھا جس کے لئے آپ مبعوث کئے گئے۔ اور جیسے آپ نے ان الفاظ میں فرمایا۔ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ یعنی میں اسلئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ کہ جسقدر بھی نیک عادات۔ خصائل پاکیزہ اور اخلاق پسندیدہ ہیں۔ دنیا میں قائم کروں۔

Digitized by Khilafat Library

آپ نے اس مدعا کیلئے اپنے آرام و راحت کو قربان کیا۔ اپنے دکھ اور تکلیف کی پرواہ نہ کی۔ اشد ترین آلام و مصائب کو برداشت کیا۔ دشمنوں کی حد سے بڑھی ہوئی ایذا رسانیاں نہایت خوشی صبر و استقلال سے سہیں۔ اور اپنی زندگی کا ہر ایک لحظہ صرف اسی مقصد میں گزارا۔ کہ خدا کو فراموش کئے ہوئے لوگ حقیقی اخلاق فاضلہ حاصل کر کے اس کے دوست و محبوب بن جائیں۔ اور عادات حمیدہ کے حامل بنیں۔ اس لئے آپ نے ہر ایک حالت و موقع کو دیکھکر دنیا کو عملی تعلیم دی۔ آپ کو سب سے زیادہ نزدیک اور گہری نگاہ سے مطالعہ کرنے والوں نے گواہی دی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ صاحب اخلاق تھے۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ دوڑے۔ کہ اسے روکیں۔ اور ماریں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ کہ اسے چھوڑ دو۔ اور اس کے پیشاب پر پانی بہا دو۔ نیز فرمایا۔ کہ تم لوگ دنیا میں آسانی اور نرمی پیدا کرنے کے لئے ہو۔ نہ کہ سختی و درشتی کرنے کے لئے۔ پھر اس دیہاتی کو بلایا۔ اور فرمایا۔ دیکھو مسجدیں اللہ تعالےٰ کی یاد اور ذکر کے واسطے ہیں۔ ان میں پیشاب کرنا منع ہے (بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کچھ بچوں کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے ان کو سلام کیا۔ راوی کہتا ہے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی یہی عادت تھی۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ رسول کریمؐ گھر میں جب تک رہتے کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہو جاتا۔ تو باہر تشریف لے جاتے۔

سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر پیش کی۔ اور عرض کیا۔ یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے آپؐ کے پہننے کے لئے بنی ہے۔ آپؐ نے وہ قبول فرمائی۔ آپؐ کو ضرورت بھی تھی۔ جب آپؐ چادر باندھ کر باہر تشریف لائے۔ تو ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ یہ چادر کیسی اچھی ہے۔ مجھے دیدیجئے آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ جب گھر تشریف لے گئے۔ تو اتار کر اس شخص کو بھیج دی۔ لوگوں نے اسے کہا۔ تو نے اچھا نہیں کیا۔ حضرت رسول اللہ کو خود اس کی ضرورت تھی۔ مگر تو نے

10

مانگ لی۔ اور تو جانتا تھا۔ کہ آپ کبھی سوال کو رد نہیں کیا کرتے (بخاری)

عمرو بن شعیبؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا اس شخص سے کیا تعلق جو ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا۔ اور ہم میں سے بڑوں کی عزّت نہیں کرتا۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا۔ لازم ہے تجھ پر کہ تو حاکم وقت کی بات سنے اور اس کی فرمانبرداری کرے۔ تنگی میں۔ فراخی میں۔ پسندیدگی میں۔ اور خواہ تیرے حقوق تلف ہی ہوتے ہوں۔ (مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر آپ کو پسند ہوتا تو تناول فرماتے۔ اور اگر ناپسند ہوتا۔ تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری)

ابو موسیٰؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لئے تین دفعہ اجازت مانگنی چاہیئے۔ اگر تیسری دفعہ کوئی نہ بولے۔ تو آدمی کو چاہیئے کہ واپس ہو جائے۔ (بخاری)

اب بہنیں سوچیں کہ آج مسلمانوں میں کہاں تک اسوہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل ہو رہا ہے۔ اور تو اور اخلاقی حالت جتنی گری ہوئی ہے۔ وہ بیان کرنیکے قابل نہیں۔ بیان کرنا تو الگ رہا صرف سوچنے سے انسان شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔ دنیا کے بُرے کام آج مسلمانوں میں ہو رہے ہیں۔ لڑائی۔ جھگڑا۔ دنگا۔ فساد گویا کوئی بات نہیں۔ گالی دینا اور بات بات پر قسم کھانا تو

عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ خطا کار سے عفو نہیں کی جاتی۔ اگر کسی بچارے سے کمزوری بشریہ کے ماتحت کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔ تو گویا سمجھو کہ اس نے وہ گناہ عظیم کیا۔ کہ اس کو کسی طرح معاف نہیں کیا جاتا۔ اے میری احمدی بہنو! اگر آپ اصلی معنوں میں احمدی بننا چاہتی ہیں۔ تو اگر کسی احمدی سے یا کسی اور سے کوئی غلطی ہو جائے تو جہاں تک ہو سکے اپنی طبیعت پر جبر کر کے معاف کرنا چاہیئے اور اکثر عیبوں سے چشم پوشی کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللّٰہ یحب المحسنین۔ اس کے متعلق مجھے دو تین واقعے یاد آئے۔ ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ نے دعوت کی تھی۔ جب دستر خوان بچھایا۔ اور کھانے چننے شروع ہوئے۔ تو ایک غلام سے جس کے ہاتھ میں شوربے کا پیالہ تھا گر پڑا۔ حضرت امام حسنؓ نے غلام کی طرف دیکھا۔ غلام تھر تھر کانپنے لگا۔ اور آہستہ آہستہ والکاظمین الغیظ پڑھنے لگا۔ جب حضرت امام حسنؓ نے سُنا۔ تو اسی وقت ان کا غصّہ فرو ہوا۔ پھر غلام نے والعافین عن الناس پڑھا۔ تو حضرت امام حسنؓ نے فرمایا۔ کہ میں نے تجھے معاف کیا۔ تب غلام نے واللّٰہ یحب المحسنین پڑھا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے سنکر فرمایا۔ کہ جا میں نے تجھے آج سے آزاد کر دیا۔

دوسرا واقعہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا ہے۔ حضرت عمرؓ کے دربار میں ایک امیر آیا۔ اس نے اس بات کو بُرا سمجھا۔ کہ ایک دس سال کا لڑکا بیٹھا ہے۔ بولا۔ اتنے بڑے دربار میں لونڈے کا کیا کام۔ اتفاق سے حضرت عمرؓ

Digitized by Khilafat Library

کسی بات پر اس رئیس سے ناراض ہو گئے اور جلاد کو بلایا۔ جھٹ لڑکے نے کہا الکاظمین الغیظ واعرض عن الجاھلین۔ ھٰذا من الجاھلین۔ حضرت عمرؓ کا یہ سنکر رنگ زرد ہو گیا۔ اور اس کو معاف کر دیا۔ اس کے پاس اسکا بھائی بیٹھا تھا۔ تو کہا دیکھو اسی لونڈے نے آج تجھکو قتل سے بچا دیا۔ جسکو تم حقیر سمجھتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک امیر اپنے خادم پر غصہ ہو رہا تھا۔ اور جوش غیظ و غضب میں مارنے اٹھا۔ ایک پاؤں دہلیز کے اندر تھا۔ اور ایک باہر۔ کہ اتنے میں میں آیا۔ میں نے کہا۔ الکاظمین الغیظ امیر یہ سنکر کانپ گیا۔ رنگ زرد ہو گیا۔ اور دیر تک کھڑا رہا۔

تو اے میری بہنو! عفو و درگذر کرنا خدا تعالےٰ کو بھی پسند ہے۔ جو کسی کی غلطی سے درگذر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ احمدی بھائی بہنوں کی غلطیوں یا عیبوں سے اسلئے درگذر و چشم پوشی کرنی چاہیئے کہ ان کی مثال ہمارے سگے بھائی بہنوں جیسی ہے۔ کیونکہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہی اسی لئے ہے کہ وہ ایک لڑی میں پروئے جائیں اور جیسے ایک ماں باپ کے بچے ہوتے ہیں۔ وہ کہلائیں۔ کیا آپ اسپر تعجب نہیں کریں گے کہ ایک ماں باپ کے بچے ہوں یعنے سگے بھائی بہن ہوں اور ان میں دشمنی و عداوت ہو۔ ایک دوسرے کی عیب و غلطیاں غیر لوگوں پر ظاہر کرتے پھرتے ہوں۔ کریں گے اور ضرور کریں گے۔ بلکہ ایسا کرنے سے دشمنوں کو موقعہ دینا ہے۔ تاکہ وہ اِدھر کی بات اُدھر لگالیں اور اُدھر کی اِدھر اور آپس میں بغض و عناد بڑھے۔ وہ جماعت بہت جلد کمزور ہو جاتی ہے۔ جس میں ایسے لوگ پیدا ہوں۔ غیروں کے عیب اسلئے ظاہر نہ کرو۔۔۔ کہ تا ان کے سامنے ہماری جماعت ایک نمونہ ہو۔ ہماری جماعت کو اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قائم ہی اسلئے کیا ہے۔ کہ پھر ایکدفعہ لوگوں کے سامنے اعلےٰ صفات کا نمونہ پیش ہو۔ اور لوگ عش عش کر اٹھیں۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا جو نہایت بھوکا تھا۔ حضرت رسول کریمؐ نے اس کو کھانا دیا اور بسترنات بسر کرنے کو۔ یہودی نے بہت زیادہ کھانا کھایا۔ رات کو حاجت جو محسوس ہوئی تو بستر ہی میں کر دیا۔ صبح سویرے اٹھ کر چلا گیا۔ اتفاق سے کوئی بھولی ہوئی چیز لینے کے لئے واپس جو آیا۔ تو کیا دیکھتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے نجاست دھو رہے ہیں۔ یہودی پر دیکھکر ایسی حالت طاری ہوئی۔ کہ فوراً مسلمان ہو گیا۔

حضرت رسول کریم علیہ السلام نے اخلاق فاضلہ کے جو سبق ہمیں دیئے ہیں۔ ہر ایک احمدی بھائی بہن کو چاہیئے۔ کما حقہٗ اُسپر عمل کرے۔ بچوں سے پیار کریں گھر کے کام کاج میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔ اگر اگر کوئی سائل سوال کرے تو اسکو حتی المقدور پورا کریں اگر پورا نہ کر سکیں تو نرمی سے جواب دیں۔ چھوٹوں پر رحم کریں۔ بڑوں کی عزت۔ ادب کریں۔ مشہور مثل ہے کہ "با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب"۔ رحم کے متعلق قرآن شریف میں بار بار تاکید ہے۔ اللہ تعالےٰ کے پاک

Digitized by Khilafat Library

ناموں میں بھی غفور رحیم وارحم الراحمین آتا ہے۔ چنانچہ انجیل میں بھی آتا ہے "تم رحم کرو۔ تاتم پر رحم کیا جائے"۔ اطاعت حکومت بھی ہم پر فرض ہے۔ جس حکومت میں ہم پر ظلم نہیں۔ کسی مذہبی کاموں سے نہیں روکا جاتا۔ اس کے خلاف اگر ہم کچھ منصوبے کریں گے۔ تو خود نقصان اٹھائینگے جیسے آج کل حکومت کے خلاف کرنے والے اٹھاتے ہیں خود جب حکومت ظالم ہو جاتی ہے۔ رعیت پر ظلم کرنے لگتی ہے۔ تو خداوند کریم ظالم کو سزا دیتا ہے۔ اور وہ حکومت جلد تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ ہمیں اس حکومت کے ماتحت رہ کر پھر اس کے خلاف نہیں کرنا چاہیئے۔ کھانے میں عیب نہیں نکالنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک قسم کی ناشکری و تکبر ہے۔ کسی کی دعوت بھی رد نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر کسی وجہ سے آپ منظور نہیں کر سکتے۔ تو معقول عذر پیش کریں۔ تا دوسرے کی دل شکنی نہ ہو۔ رسول کریمؐ ہمیشہ دعوت منظور فرماتے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ دشمنوں نے کھانے میں زہر بھی ملایا تھا۔ کسی کے گھر میں جانے کے لئے ضرور اجازت مانگا کریں۔ کیونکہ قرآن و حدیث دونوں میں آیا ہے کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے بلکہ اپنے گھر میں بھی اجازت لینا چاہیئے۔ اجازت لینے میں بہتیری خوبیاں ہیں۔ اگر مضمون کے طوالت کا خوف نہ ہوتا۔ تو یہاں بیان کرتی۔ اگر کوئی کسی مجبوری کیوجہ سے اندر آنے کی اجازت نہ دے۔ تو کسی قسم کا رنج و خفگی ظاہر کرنیکے بغیر کمال خندہ پیشانی و خوشی سے واپس جانا چاہیئے۔

اب ایک حدیث سنانے کے بعد مضمون کو دعا کے ساتھ ختم کرتی ہوں۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ ہمیں رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ جو تمہاری پناہ میں آنا چاہے۔ اُسے پناہ دو۔ اور جو تم سے سوال کرے اُسے دو۔ اور جو تمہاری دعوت کرے۔ اُسے قبول کرو۔ اور جو تم سے نیک سلوک کرے اُسکا بدلہ دو۔ لیکن اگر تم بدلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو اس کے حق میں دعائے خیر کرو۔ (ابوداؤد)

(خاکسارہ قانتہ بیگم۔ پشاور چھاؤنی)

Digitized by Khilafat Library

قبولیّت دُعاء کے لوازمات ضروریّہ

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان قرآن مجید کی مشہور و معروف آیت ہے۔ جسکا مطلب ہے۔ کہ معبود حقیقی ہر دعا کرنے والے کی دعاؤں کو سُنتا اور قبول فرماتا ہے۔ لیکن علم بردارانِ اسلام کی حالت زار پر رحم آتا ہے۔ کہ وہ ایسے بیّن وعدہ کی موجودگی میں کیونکر چاہِ ضلالت میں بحالت مایوسی و نامرادی پڑے ہوئے ہیں اور آئے دن اُن کی زبانیں یہی بوسیدہ شکوہ دہراتی سنائی دیتی ہیں کہ ہم نے بہتیری دعائیں کیں اور کسی کو بھی شرف قبولیت حاصل نہیں ہوا۔ سو یاد رہے۔ کہ اُن کا یہ گلہ حقیقت سے کوسوں دُور ہے۔ اُن کی دعائیں محض خشک لفظوں پر ہی مشتمل ہیں۔ اور اُن میں کوئی روح نہیں۔ جو کہ عرش الٰہی کو

Digitized by Khilafat Library

ہلا دینے پر قادر ہو سکے۔ ہاں ع

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا پر مقیم
پہلے ویسا تو کریں پیدا کوئی قلب سلیم

قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ کسی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے پہلے تمام لوازمات ضروریہ کا اہتمام و انصرام کرنا ازبس ضروری ہے۔ اور مجوزہ طریق کار پر گامزن ہونا بھی لازمی ہے۔ سو قبولیت دعا کے لئے جیسا کہ ہم کو سورہ فاتحہ سے سبق ملتا ہے۔ پہلی اور لازمی بات آداب دعا ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ دعا کرنے سے پہلے خداوند کریم کی بشرح صدر حمد و ثنا کی جاوے۔ اور اس کی تمام صفات کا لحاظ رکھا جاوے۔ یہی تو راز تھا جس کے باعث قرآن کریم "الحمد" سے شروع ہوا۔

فطرت انسانیہ کا تقاضا ہے۔ کہ جب کسی سے کوئی بخشش طلب کی جاتی ہے۔ تو سب سے پہلے اس شخص کی صفات مخصوصہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اس کی عظمت و حشمت کا مقر ہونا پڑتا ہے۔ بعینہ اسی اصل کو قرآن پاک نے تعلیم کیا ہے۔ سو ضروری ٹھہرا کہ جب دعا کرنے والا دعا کے لئے کھڑا ہو۔ تو اولاً خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا سے ابتدا کرے۔ اور انہی صفات کا نقشہ اپنے دل میں جماوے۔ جنکو مفہوم دعا سے بکلی نسبت ہو۔ مثلاً اگر کسی کی صحت کی بحالی کے لئے دعا کی جاوے۔ تو خدا تعالےٰ کو لفظ "یا شافی" سے پکارتے ہوئے حاجت روائی چاہی جاوے۔ علیٰ ہٰذ القیاس۔

پیشتر اس کے کہ دعا شروع کی جاوے۔ اسبات کو ضرور ملحوظ رکھا جاوے۔ کہ آیا جن مطالب کی برآوری کے لئے وہ دعائیں مانگنے لگا ہے۔ کہیں وہ صحیفۂ قانون قدرت کے برخلاف تو نہیں۔ کیونکہ ذات باری تعالیٰ کو اپنے قوانین مجوزہ و اصولات مبینہ کا اس حد تک پاس ہے۔ کہ زمین و آسمان ٹل جاویں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں جا ملیں۔ لیکن اس کے اصولوں میں ایک ذرہ بھر بھی ردّ و کد کی گنجائش کہاں؟

سو ایسی دعا ایک سخت بے ادبی کے مترادف ہوگی اور خدا تعالےٰ کی قوت قہار جوش میں آوے گی اور نتیجۃً لینے کے دینے پڑ جاویں گے۔ اسی واسطے ... لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ قرآن حکیم میں وارد ہے۔ چنانچہ یاد ہوگا۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی جذبہ محبت پدری سے نالاں ہو کر اپنے سرکش و عاق فرزند کے بچاؤ کے لئے آستانہ احدیت پر بصورت دعا لاکھوں ہاتھ پیر رگڑے تھے۔ لیکن ہستی بے نیاز نے ان کی چیخ و پکار پر ذرا بھی دھیان نہیں دیا۔ اور صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا۔ کہ تمہاری یہ دعا کسی قیمت پر بھی منظور نہیں ہو سکتی کیونکہ ظالموں کی مدد میرا شیوہ نہیں۔ اس اصل کو فراموش کرتے ہوئے سینکڑوں دعائیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اور ایسا طریق اختیار کرنا بھی سراسر جہالت اور نادانی ہے۔

یاد رہے کہ دنیا محل اسباب ہے۔ اور جبتک اللہ جل شانہٗ کے عطا کردہ تمام انعامات کو صحیح معنوں میں کام میں نہ لایا جائے۔ تب تک قبولیت دعا کی امید رکھنا ایک امر محال ہے۔ خداوند کریم کی دی ہوئی نعمتوں سے مستفید ہونا مقام شکر ہے۔ اور برخلاف اس کے لسانی دعا پر تکیہ رکھنا اور خود ہاتھ پاؤں نہ ہلانا

پرلے درجے کی جہالت ہے۔ اور اسی کو دیگر الفاظ میں "کفرانِ نعمت" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خداوند کریم قرآن حمید میں اسی کی طرف اشارہ کر کے فرماتا ہے "اگر میرا شکر کرو گے تو میں تمہارے اوپر اپنے فضلوں میں اضافہ کروں گا۔ لیکن برخلاف اسکے اپنے دیئے ہوئے انعامات بھی چھین لوں گا۔ اور دنیا و آخرت میں تمہارے لئے خسارہ ہی ہے ۔

خدائے پاک نے اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو فکر آپ جس کو اپنی حالت کے بدلنے کا

اس شاہراہ حقیقت پر گامزن ہوتے ہوئے اگر کوئی مصیبت کے وقت آستانۂ احدیت پر گریگا تو وہ ضرور اس کی دستگیری فرمائیگا۔ اور اُس پر اپنے فضلوں کی برسات برسائیگا "ڈھونڈو لو اُسکو پاؤ گے کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھولا جائیگا"

سو پیشتر اس کے کہ باب رحمت ہم پر وا ہو ہمارا کھٹکھٹانا لازمی ہے۔ اور برخلاف اس کے کھٹکھٹانے کے بغیر ہی در اجابت کے کھلنے کی امید رکھنا حماقت ہے جس طرح قرآن کریم نے دعا کی حقیقت پر مفصل اور سیر کن بحث کی ہے۔ بعینہ اس امر کا بھی التزام کیا ہے کہ اُس نے بعض جامعہ دعاؤں کا نقشہ بھی خود ہی تجویز فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں جسقدر بھی دعائیں ہیں۔ اور جتنی بھی احادیث صحیحہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے منسوب نظر آتی ہے۔ وہ سر تا پا تاثیر میں غرقاب ہیں۔ کلام کے لفظوں کا پر تاثیر ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کیا انگریزی دان اصحاب مشہور و معروف شعراء مثل شیکسپیئر (Shakespeare) مکالے (Macaulay) بیکن (Beacon) لانگ فیلو (Long Fellow) وغیرہم کے کلامات کی تاثیر کے قائل نہیں۔ کیا وہ ان کے کلاموں کی عبارتیں کی عبارتیں ازبر یاد کرنا۔ اور اُنہی اصطلاحات کو اپنے روزمرہ کی تحاریر و تقاریر میں رواج دینا باعث فخر نہیں سمجھتے۔ سو اگر بشری کلام کے الفاظ پر یہ تاثیر ہونیکا یہ عالم ہے۔ تو خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے تجویز کردہ الفاظ بدرجہ اولیٰ علیٰ وجہ البصیرت پُر تاثیر ہونے چاہیئے جو کہ ہر ایک نقص سے مبّرا و منزّہ ہے۔ سو خدا اور اس کے رسُول کے تجویز کردہ الفاظ میں دعائیں مانگنی چاہیئے۔ تاکہ اُن کی رسائی مقام قبولیت پر بسرعت ہو سکے

دعا کرتے وقت اپنے دماغ کو تمام نفسانی آلائشات اور منتشر خیالات سے پاک کر لینا چاہیئے۔ تاکہ یکسوئی و یک جہتی پیدا ہو۔ اور دل آتش عشق الٰہی سے مثل موم پگھل جانا چاہیئے۔ اور حقیقی تڑپ اور گریہ و زاری سے دعا مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ خشک منطق آستانہ درگاہ الٰہی میں کبھی بھی قابل سماعت و پذیرائی نہیں۔ اسی خیال کو حضرت مسیح موعودؑ (فداہ روحی) نے بالفاظ ذیل تعلیم دیا ہے۔ چنانچہ آپ بحوالۂ مکتوبات احمدیہ حصہ اوّل صـ۱۴ فرماتے ہیں:-

Digitized by Khilafat Library

"نماز میں بالخصوص دعائے "اھدنا الصراط المستقیم" میں دلی آہوں سے دلی تضرعات سے دلی خشوع سے۔ دلی جوش سے حضرت احدیت کا فیض طلب کرنا چاہیئے۔ اور اپنے تئیں ایک مصیبت زدہ

اور عاجز اور لاچار سمجھکر اور حضرت احدیت کو قادر مطلق اور رحیم و کریم یقین کر کے رابطۂ محبت اور قرب کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ اس جناب میں خشک ہونٹوں کی دعا قابل پذیرائی نہیں۔ فیضان سماوی کے لئے سخت بیقراری اور جوش وگریہ زاری شرط ہے۔

دعا کی قبولیّت کے لئے بعض بعض مواقع و محلات ہیں۔ جن کی تفصیل کے لئے کتب سابقہ بھری پڑی ہیں۔ اور خصوصًا صبح صادق سے پہلے وقت پر زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ اُسوقت عالم کائنات پر ایک سکون کی حالت طاری ہوتی ہے۔ اور اس وقت کی گریہ وزاری کبھی خطا نہیں جاتی۔ بلکہ ضرور پھل لاتی ہے کسی عربی شاعر نے کیا ہی لطیف مصرع کہا ہی ؎

بقدر ما الکد تکتسب المعالی
ومن طلب العلی سھر اللیالی

سب سے ضروری بات یہ ہے۔ کہ دعا کرنیوالے کو مستقل مزاج ہونا چاہیئے۔ اور دعا کرنے سے کبھی اُکتا نہیں جانا چاہیئے۔ ثابت قدمی اور مستقل مزاجی ہی قبولیت دعا کی روح رواں ہے * والسلام

دعاؤں کا طالب:۔

(رشید احمدؐ ارشد سیالکوٹی۔ حال وارد بھاؤنگر۔ کاٹھیاواڑ)

Digitized by Khilafat Library

اخبار مصباح کیلئے

ہر احمدی بھائی کا فرض ہے۔ کہ وہ نئے خریدار مہیا کرے

(مینجر)

شیخ الاسلام

حضرت امام بخاریؒ

(نمبر ۴)

گذشتہ تین اقساط میں حضرت امام بخاریؒ کا مختصر حال ناظرات اخبار مصباح کی نظر سے گذر چکا ہے۔ اب ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن احادیث صحیحہ کے جمع کرنے میں آپکو کئی قسم کی تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ ان میں سے چند ایک بطور نمونہ اخبار مذکورہ بالا میں درج کر کے ناظرات کے علم میں اضافہ کیا جاوے۔ امید ہے کہ بہنیں انپر عمل کرنیکی کوشش کریں گی۔ اور بندہ کے حق میں دعا فرماوینگی۔ کہ خداوند کریم بندہ کو خدمتِ دینِ اسلام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔[1]

عملوں کا بدلہ نیتوں پر ہے *

۲۔ حضرت جابرؓ نے کہا۔ فرمایا رسول کریم صلعم نے کہ خدا رحم کرے نرمی کرنیوالے شخص پر۔ جب وہ فروخت کرے اور جب خرید کرے۔ اور جب وہ قرض کا مطالبہ کرے *

۳۔ نبی کریم صلعم سے روایت ہے۔ فرمایا بخشش کرنیوالا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور خیرات کی ابتدا اس سے کر جس کی تو پرورش کرتا ہے۔ اور بہتر خیرات وہ ہے۔ جس کے بعد تو غریب نہ ہو جاوے۔ اور جو سوال سے بچیگا۔ خدا اسکو بچائیگا

[1] راقم مضمون نے عربی احادیث بھی لکھی تھیں *

اور جو بے پرواہ ہونا چاہیگا۔ خدا اسکو بے پرواہ کر دیگا۔

۴۔ مینے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا خدا کو کونسا کام بہت پسند ہے۔ فرمایا نماز وقت پر پڑھنا۔ کہا پھر کونسا۔ فرمایا ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا۔ مینے کہا پھر کونسا۔ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

۵۔ فرمایا جس نے نماز عصر چھوڑ دی اسکا عمل ضائع ہو گیا۔

۶۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے (زوجہ نبی کریم) کہ رسول کریم صلعم نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں میں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مسیح دجال کے فتنے سے۔ اور تیری پناہ زندگی اور موت کے فتنے سے۔ اور یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہوں سے اور قرضداری سے۔

۷۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مینے مسواک کے بارے میں تم سے بہت کچھ کہا۔

۸۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا قیامت اسوقت تک نہیں آئیگی جبتک علم نہ اٹھ جاوے۔ اور زلزلے بہت نہ ہونگے زمانہ جلدی جلدی نہ گذرنے لگے اور فساد پھوٹ اٹھینگے اور ہرج بہت ہوگا۔ قتل بہت ہونگے۔ اور مال اتنا ملے گا۔ کہ ابل پڑے گا۔

۹۔ ہم کو نبی کریم صلعم نے سات باتوں کے کرنیکا حکم دیا ہے اور سات سے روکا ہے ہمکو حکم دیا ہے (۱) جنازہ کیساتھ جانیکا (۲) مریض کی عیادت کا (۳) دعوت قبول کرنیکا (۴) مظلوم کی مدد کرنیکا (۵) قسم پورا کرنیکا (۶) سلام کا جواب دینے کا (۷) چھینکنے والے کیلئے دعا کرنیکا اور منع کیا ہمکو (۱) چاندی کے برتن (۲) سونے کی انگوٹھی (۳) ریشم (۴) دیباج (۵) قسی (۶) استبرق سے۔

۱۰۔ نبی کریم صلعم دو قبروں پر سے گذرے۔ فرمایا انکو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات سے نہیں پھر فرمایا۔ ایک ان میں سے چغلی کھاتا پھرتا تھا۔ اور دوسرا اپنے پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا تھا۔

۱۱۔ رسول کریم صلعم بڑی عید اور عید الفطر کو تشریف لے گئے پھر نماز پڑھکر لوٹے تو لوگوں کو وعظ سنایا۔ اور صدقہ کا حکم دیا۔ پھر عورتوں کیطرف گئے۔ فرمایا۔ اے عورتو تم بھی صدقہ دو۔ ضرور مجھے دکھلایا گیا ہے۔ کہ دوزخ میں عورتیں بہت زیادہ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس لئے؟ فرمایا تم بہت برا بھلا کہتی ہو۔ اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ مینے کم عقل اور ناقص دین والیوں میں تم سے بڑھکر ہوشیار آدمی کی عقل کھونیوالی کسی کو نہیں دیکھا۔

۱۲۔ فرمایا نبی کریم صلعم نے کوئی تم میں سے اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

۱۳۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں۔ میرے دو پڑوسی ہیں پہلے میں کس کو حصہ بھیجوں۔ فرمایا جسکا دروازہ تجھ سے زیادہ نزدیک ہو۔

۱۴۔ نبی کریم صلعم سے کسی نے پوچھا کہ بڑے گناہ کونسے ہیں۔ فرمایا۔ اللہ کیساتھ کسی کو شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ خون ناحق کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا۔

۱۵۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن سات آدمیوں کو اللہ تعالے اپنے سایہ میں رکھیگا (۱) عادل بادشاہ (۲) اس جوان کو جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا رہا (۳) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا رہا (۴) وہ شخص جسکا دل مسجد میں لگا رہتا ہے۔ (۵) وہ شخص جنہوں نے اللہ تعؐ کے لئے محبت رکھی (۶) وہ جسکو عالی خاندان اور خوبصورت عورت نے برے کام کے لئے بلایا۔ اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۷) وہ شخص جس نے صدقہ چھپا کے دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ ہو۔

۱۶۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ جو کوئی مجھ سے اپنی شرمگاہ اور زبان کا ضامن ہو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔

۱۷۔ نبی کریم صلعم فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ دین کا علم اٹھ جائیگا۔ جہالت پھیل جائیگی۔ شراب بہت پی جائیگی زنا کا غلبہ ہوگا۔ مردوں کی کمی ہوگی۔ اتنی کہ پچاس عورتوں کی خبر ایک مرد لیا کریگا۔ (فرانس اور یورپ)

۱۸۔ ابو سعید رضؓ نے آپ سے چار باتیں سنیں جو آپکو بہت اچھی لگیں۔۔۔۔۔

Digitized by Khilafat Library

شذرات

لنڈن۔ ۱۵ اگست۔ برکسٹن کا ایک نائی مسٹر جے مذہبی وجوہات کی بنا پر عورتوں کے بال نہیں کاٹتا۔ اس نے اپنی دکان پر ایک بورڈ آویزاں کر رکھا ہے۔ جس پر بائیبل کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ "آدمی کے لمبے بال اچھے نہیں۔ لیکن عورت کی شان لمبے بالوں میں ہے۔"

مدراس۔ ۱۵ ستمبر۔ مدورا سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہاں ایک قریبی گاؤں میں ایک مسلمان کی بہن کی شادی کسی امیر آدمی سے ہوئی تھی۔ وہ اپنے خاوند کی پانچویں بیوی تھی۔ بھائی نے اس کی ایک سوکن کی بہن سے شادی کر لی۔ کچھ عرصہ بعد بہنوئی مر گیا۔ اس کی جائداد میں سے بہت سا حصہ مسلمان کی بہن کو ملنے والا تھا چنانچہ اس نے بہن سے کہا۔ کہ اپنا حصہ اسے دے دے مگر اس نے انکار کر دیا۔ جس پر بھائی اسے ایک اپنے سنسان مکان میں لے گیا۔ اور اسے ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ وہ رات کے وقت خود وہاں جا کر اسے روٹی دے آتا۔ ۵ سال کے بعد پولیس نے مخبری کی اور اس نے لڑکی کو قید سے رہا کر کے اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا۔

Digitized by Khilafat Library

لنڈن۔ ۸ ستمبر۔ لنڈن یونیورسٹی کے پروفیسر باؤلے کی لڑکی مس روتھ باؤلے نے مختلف نسوانی اخبارات میں مضامین کا ایک سلسلہ شروع کرایا ہے۔ جس میں وہ لکھتی ہیں۔ کہ تقریباً ایک سال کی کوشش سے میں نے اعداد و شمار جمع کئے ہیں۔ اور تخمینہ لگایا ہے۔ کہ لنڈن میں اسوقت ۸ ہزار نوجوان کنواری لڑکیاں ایسی ہیں جنہیں خاوند نہیں مل سکتے۔ جنگ عظیم کا ایک اثر یہ ہوا تھا۔ کہ مردوں کی آبادی کم ہو گئی تھی۔ اور قابل شادی لڑکیاں زیادہ ہو گئی تھیں۔ گو یہ کمی اب پوری ہو رہی ہے۔ مگر لنڈن کی حالت میں ۸ ہزار نوجوان لڑکیاں زائد ہیں۔ یہ لڑکیاں مختلف دوکانوں میں کام کرتی ہیں۔

پیرس۔ ۹ ستمبر۔ سوڈان کے شمالی علاقہ میں سنہ ۵۲۱ء قبل مسیح کے زمانہ کا ایک شہر برآمد ہوا۔ جس کا بادشاہ اٹلی کے ایک جنگجو فرقہ سے تھا۔ اس کی لاش کا بُت اب بھی وہاں پڑا ہے۔ اور یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے۔ کہ جبتک اس کا خاندان زندہ رہا۔ اس کی لاش کو روزانہ غلاموں کے خون سے نہلایا جاتا تھا۔ اب یہ علاقہ قطعی طور پر ویران ہو گیا ہے۔

سب ڈویژن جمتارا (سنتھال پرگنہ) کے باشندوں میں زمانہ قدیم سے عجیب وغریب رسوم چلی آتی ہیں۔ خاندان کے سارے ممبر ایک قطعہ زمین پر بیٹھ جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد لڑکا آ جاتا ہے۔ اس کو بٹھا کر لڑکی کا باپ لڑکی سے مخاطب ہوتا ہے "لڑکی! یہ نوجوان تجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ کیا تمہیں منظور ہے" لڑکی فوراً کھڑی ہو جاتی ہے۔ اگر اس کی مرضی ہو تو وہ اس کے پاس جا بیٹھتی ہے۔ ورنہ اپنی جگہ پر ہی بیٹھ جاتی ہے۔

نیویارک ۹ ستمبر۔ مقامی صوبہ کی کونسل نے فیصلہ

کیا ہے۔ کہ آئندہ عورتوں کا اغوا کرنے والوں کو اگر وہ اغوا شدگان کو خاتمہ سماعت سے پہلے حاضر نہ کرینگے، موت کی سزا دی جایا کرے گی۔ اس قانون سے سنسنی پھیل رہی ہے۔ کئی ججوں نے بھی پرائیویٹ گفتگو میں اس کی مذمت کی ہے +

لنڈن ۴ ستمبر۔ اخبارات میں ایک انگریز بنئے کا ذکر ہو رہا ہے۔ جو ایک قریبی قصبہ میں رہتا ہے۔ اسکی عمر ۷۰ سال سے اوپر ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس کی عمر ۲۰ سال تھی۔ اس نے ایک مزدور کو دو پونڈ بطور قرض سود پر دیئے تھے۔ اس مزدور سے قرضہ بے باق نہ ہو سکا چنانچہ آجکل اس کی اولاد سود ادا کر رہی ہے۔ اور اس سود در سود پر بنئے کا سارا خاندان پلتا ہے +

برلن ۔ ۲ ۔ ستمبر۔ نازی گورنمنٹ نے عدالتوں کے نام ایک نیا سرکلر جاری کیا ہے۔ اس میں حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت طلاق حاصل کرنے کی درخواست دے۔ تو حتی الوسع اسے منظور نہ کیا جائے۔ عورت کو سمجھایا جائے۔ کہ مختلف مردوں کے ساتھ شادی کرنے سے عورت کی فطری حیا اور پاکیزگی تباہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے اسے اپنے خاوند سے نباہنی چاہیے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ یہ بھی چاہتی ہے۔ کہ لوگ بچے پیدا کریں۔ تاکہ ملک کی آبادی میں اضافہ ہو۔ طلاقوں سے بہت وقت ضائع ہو جاتا ہے +

وائینا ۔ ۱۵ ستمبر۔ ایک قریبی گاؤں کا واقعہ ہے کہ ایک دیہاتی اپنے لڑکے کو درخت تلے بٹھا کر دور چلا گیا۔ جب واپس آیا۔ تو اس کے منہ میں سانپ لٹک رہا تھا۔ جیسے لڑکا نگل رہا تھا۔ اُس کے پہنچنے تک نگل ہی گیا۔ وہ لڑکا ابھی تک زندہ ہے۔ سانپ اس کے پیٹ سے باہر نہیں نکلا۔ اس واقعہ کو دو ہفتے ہو گئے ہیں +

Digitized by Khilafat Library

ہدایات متعلق انسداد ہیضہ

چونکہ یہ مرض بذریعہ اشیاء خورد و نوش لگتی ہے۔ اس لئے مندرجہ ذیل احتیاطوں پر عمل کرنا ضروری ہے :۔

۱۔ حتی الوسع پانی ابال کر پیا جائے۔ اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے تو نلکہ کا پانی استعمال کیا جائے۔ بہتر یہی ہے کہ اسکو بھی ابال لیا جائے۔

۲۔ یہ مرض بسا اوقات دودھ کے ذریعہ پھیلتی ہے۔ اسلئے دودھ بغیر ابال لینے کے نہ پیا جائے۔ اسکو مکھیوں سے محفوظ رکھا جائے۔ باسی دودھ ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔ بازاری دہی اور اسمیں تیار کردہ چیزیں وبائی ایام میں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔ ایسا ہی پیڑے و دیگر اشیاء دودھ استعمال نہ کی جائیں۔ ۳۔ پانی کی برف پانی میں ڈالکر استعمال نہ کیجائے۔ پانی و دیگر اشیاء برف میں رکھکر ٹھنڈی کر لی جائیں۔ ۴۔ دودھ کی برف ہرگز ہرگز نہ استعمال کیجائے۔ ۵۔ خالی معدہ پانی نہ پیا جائے۔ ۶۔ پانی کی بجائے چائے کا استعمال بھی مفید ہے بشرطیکہ دودھ مطابق ہدایات استعمال ہو۔ ۷۔ بازاری مٹھائی نہ کھائی جائے ۸۔ ان دنوں سوڈا واٹر اور لیمونیڈ کا استعمال بھی بند کر دیا جائے۔ ۹۔ حتی الوسع گوشت کے شوربے کیساتھ روٹی کھائی جائے۔ ایسی سبزی بھی بطور سالن استعمال ہو سکتی ہے جو نرم قسم کی ہو۔ کدو حلوا کدو استعمال کیا جائے۔ پکانے سے پہلے سبزیوں کو گرم پانی سے دھو لیا جایا کرے۔ کچی سبزی نہ کھائی جائے۔

۱۰۔ پھل کچا اور زیادہ پکا ہوا نہ استعمال کیا جائے۔ امرود کیلا۔ پھوٹ ناشپاتی کھیرا نہ استعمال کیا جائے۔ دیگر پھل بھی کانڈیز لوشن میں دھو کر استعمال کئے جائیں۔

۱۱۔ ہیضہ مکھیوں سے پھیلتا ہے۔ انکو تلف کرنے کے ذرائع پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی اُن سے کھانے پینے کی چیزوں پر حملہ سے بچایا جائے۔ ۱۲۔ ہیضہ مریض کے پاخانے اور قے کے ذریعہ تندرستوں میں پھیلتا ہے۔ اس لئے ان چیزوں کو یا اُن سے آلودہ چیزوں کو باہر پھینکنے یا دھونے سے پہلے فنائل لوشن سے ڈس انفیکٹ کرایا جائے۔ کنوئیں کے نزدیک نہیں دھونا چاہیئے۔ کپڑوں کو پانی میں ابالکر دھویا جائے۔

۱۳۔ مریضوں کے تیمارداروں کو چاہیئے۔ کہ مریض کے متعلقہ کپڑوں وغیرہ کو ہاتھ لگانے کے بعد ہاتھ کانڈیز لوشن میں یا کاربالک صابن سے صاف کر لئے جائیں۔ ۱۴۔ کھانے پینے میں بے احتیاطی نہ کی جائے۔ باسی کھانا نہ کھایا جائے۔ زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھایا جائے۔ تھوڑا تھوڑا کھانا دن میں چار دفعہ کھایا جائے۔ کھانے کیساتھ پانی زیادہ نہ پیا جائے۔ پیاز اور سرکہ اور لیموں کا استعمال بھی مفید ہے۔

۱۵۔ بند کمروں میں رہائش نہ رکھی جائے۔ اور گھروں کو صاف ستھرا رکھا جائے۔ نالیوں میں روزانہ فنائل ڈالی جائے۔ عام صفائی کا خیال رکھا جائے۔

۱۶۔ بلاوجہ جلاب سے پرہیز کیا جائے۔ ۱۷۔ چنے اور ماش کی دال ان دنوں میں سخت

رپورٹ جلسہ ہائے لجنات اماءُ اللہ

قادیان

۱۰ ستمبر زیر صدارت محترمہ میمونہ صوفیہ صاحبہ جلسہ گاہ خواتین میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم رشیدہ بیگم بنت سردار کرم داد خان صاحب نے کی۔ اس کے بعد محترمہ امتہ اللہ بیگم صاحبہ بنت جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے تقریر کی۔ جس کا موضوع ایک عورت کی قربانی تھا۔ یعنی حضرت ہاجرہ کی عظیم الشان قربانی۔ اور بتایا کہ انہیں اس قربانی کے بدلے وہ انعام ملا جو رہتی دنیا تک قائم رہیگا۔ اور یہ کہ ہم بھی حضرت ہاجرہ کیطرح قربانی کر سکتی ہیں۔ دوسرا مضمون آمنہ بیگم صاحبہ بنت منشی نور احمد صاحب صداقت مسیح موعودؑ پر تھا۔ بعد ازاں اہلیہ بابو محمد شریف صاحب نے نبی کریم صلعم کے کلمات طیبات سنائے۔ کچھ بہنوں نے نظمیں بھی پڑھیں اور دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

(منتظمہ جلسہ والدہ خلیفہ صلاح الدین)

Digitized by Khilafat Library

فیروزپور شہر

۳ ستمبر زیر صدارت محترمہ اہلیہ صاحبہ بابو محمد فاضل صاحب اوورسیر ماہواری اجلاس جناب بابو محمد حسین صاحب کے مکان پر منعقد کیا گیا۔ پہلے پریذیڈنٹ صاحبہ کا چندے کے متعلق مضمون سنایا گیا۔

بعد ازاں اہلیہ صاحبہ جناب بابو محمد افضل صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تحریک چندہ کے متعلق مضمون اخبار الفضل سے پڑھکر سنایا۔ تمام ممبرات لجنہ حاضر تھیں۔

اس کے بعد تمام بہنوں نے جلسہ سالانہ کے چندہ کے لئے حسب استطاعت وعدے لکھوائے۔ جو خدا کے فضل سے کم و بیش سینتیس ۳۷ روپے کے قریب ہوئے۔ اللھم زد فزد۔

امید ہے۔ کہ بہنیں جلدی ان کو پورا کرتی ہوئی ممنون کریں گی۔

خاکسارہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شہر فیروزپور
اہلیہ جناب بابو معراج الدین صاحب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶۰

اخبار مصباح ۔ قادیان ۔ دارالامان ضلع گورداسپور (پنجاب)

یوم التبلیغ کے لئے بہترین ہدیہ

مصباح کا خاص نمبر

پندرہ اکتوبر کو شائع ہوگا

Digitized by Khilafat Library

۱۵ اکتوبر کے مصباح میں قریباً ڈیڑھ سو نشانات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شائع کئے جائینگے۔ یہ تبلیغ کا بہترین ذریعہ اور اقرباء کیلئے قیمتی ہدیہ ہے آپ منگوا کر ۲۲ اکتوبر یوم التبلیغ کو اسے تقسیم کریں یا مجھے مختلف ناموں کی فہرست اور انکے پتے بھیجدیں۔ یہاں سے براہ راست روانہ کردینگے۔ جلد سے جلد درخواستیں مع قیمت آجائیں +

	پائی	آنہ	روپیہ
فی پرچہ مصباح	۳	۱	۰
۴ " "	۶	۴	۰
۸ " "	۶	۸	۰
۱۶ " "	۰	۰	۱

ایک روپے سے کم کے لئے ٹکٹ بھجوادیں وی ۔ پی پر ۳ر محصول رجسٹری زاید لگیگا +

(مینجر مصباح قادیان)